

بچوں کو اچھے کاموں کا عادی کیسے بنایا جائے؟

بچے جس ماحول میں رہتا ہے ارد گرد کے افراد کی اچھی یا بری عادتیں اسکی شخصیت کا حصہ بنتی چلی جاتی ہیں۔ یہ بات عمومی مشاہدے میں آئی ہے کہ بچے اگر کچھ دن کے لیے دوسرے رشتہ داروں کے گھر رہے تو وہ کچھ ایسے کام کرنا بھی شروع کر دیتا ہے جو گھر میں کوئی اور نہیں کر رہا ہوتا۔ تھوڑا سا غور کرنے سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ یہ کام اس نے کہاں سے سیکھا؟ اسی طرح ٹیلی ویژن یا موبائل پر مختلف کارٹون یا پروگرامز دیکھنے والے بچے پروگرام کے کرداروں کی نقل کرتے اور ان کی طرح بات کرتے نظر آتے ہیں۔ بچوں کی عادات میں تبدیلی لانے کے لیے والدین کو ان کے ارد گرد کے ماحول پر کام کرنا ہو گا۔ اس حوالے سے چند مشورے حاضر ہیں۔

بچوں کے سامنے وہ کام خود کر کے دکھائیں:

بچے بڑوں سے سیکھتے ہیں۔ بعض اوقات بچوں کو بٹھا کر لمبے چوڑے لیکچر دینا اتنا کارگر ثابت نہیں ہوتا جتنا کسی کام کا ان کے سامنے عملی مظاہرہ کرنا انہیں اس کام کی طرف مائل کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے کھانے سے پہلے اچھی طرح ہاتھ دھوئیں، چھوٹے چھوٹے لقمے خوب چبا کر کھائیں۔ کھانے سے پہلے اور بعد کی دعائیں بھی پڑھیں تو یہ ساری عادتیں صرف زبانی کلامی بتا دینا کافی نہیں بلکہ ہمیں ان کے سامنے عملی نمونہ پیش کرنا ہو گا۔ جب بچے ہمیں ہاتھ دھوتے، چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر کھانا کھاتے دیکھیں گے تو وہ ہماری نقل میں یہ کام کرنے کی کوشش کریں گے اور بہت جلد ہماری خواہش کے مطابق اسی انداز سے کھانا کھانے لگیں گے۔ یہ طریقہ دیگر ان تمام کاموں کے لیے اپنایا جاسکتا ہے جو ہم گھر میں رہتے ہوئے ان سے کروانا چاہتے ہیں۔

اس کام کو کرنے کے مواقع فراہم کریں:

بچوں کو بات بات پر ڈھنگ سے کام کرنے کے لیے ڈانٹ ڈپٹ اور روک ٹوک کرنے سے بچنا چاہیے۔ بعض اوقات ایسی صورت حال بھی سامنے آتی ہے کہ جس کام کے کرنے کا ہم ان سے کہہ رہے ہیں عملی طور پر اس کام کو کرنے کے لیے مواقع فراہم نہیں کیے جاتے یا انہیں اس کام میں مدد فراہم نہیں کی جاتی۔ بچے کوشش کے باوجود جب اس کام میں ناکامی دیکھتا ہے تو ڈانٹ ڈپٹ کے خوف سے جھوٹ بھی بول دیتا ہے۔ اپنے بچوں سے اپنا تعلق مضبوط کیجیے اور انہیں اچھے کاموں کا کہنے کے ساتھ ساتھ اس کام کو کرنے کے مواقع بھی فراہم کریں۔ گھر کے ماحول میں ان کے لیے وہ کام کرنا یوں آسان کر دیں کہ بچے کو یہ محسوس ہو کہ گویا یہ کام اس نے خود سے کیا ہے۔ مثال کے طور پر جب ہم گھر میں اپنے بچوں کے لیے کھانے پینے یا کھیل وغیرہ کی کچھ چیزیں لائیں تو کبھی کبھی ایسا بھی کریں کہ کسی ایک بچے کے ہاتھ سے دیگر بہن بھائیوں میں تقسیم کروائیں۔ اسی طرح مسجد کی جھولی میں کچھ چندہ وغیرہ ڈالنا ہو یا گھر میں صدقہ باکس میں صدقہ کی رقم ڈالنی ہو تو اپنے بچوں کے ہاتھ سے ڈالوائیں۔ آپ دیکھیں گے کہ اس طرح آپ کے بچوں میں مل جل کر رہنے اور اللہ پاک کی راہ میں خرچ کرنے کی صفات پیدا ہونے لگیں گی۔

اس کام کے فوائد کی طرف توجہ دلائیں:

انسان کی نفسیات ہے کہ وہ جب بھی کوئی کام کرتا ہے اس میں اپنے فائدے کو ضرور دیکھتا ہے لہذا بچوں کو وقتاً فوقتاً اچھے کاموں کے فوائد ضرور بتائیں۔ مثال کے طور پر اپنے بچوں کو نماز کا عادی بنانے کے لیے ہمارا صرف یہ کہنا کافی نہیں ہو گا کہ بیٹا آپ بڑے ہو گئے ہیں۔ آپ کو پانچ وقت کی نماز پڑھنی چاہیے وغیرہ بلکہ انہیں یہ بتائیے کہ ہمیں اللہ پاک نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اگر ہم نماز پڑھیں گے تو اللہ پاک ہم سے خوش ہو گا۔ نماز پڑھنے کی وجہ سے ہمیں پاک صاف رہنے کی سعادت ملے گی۔ نماز کی برکت سے ہم وقت کے پابند ہو جائیں گے اس طرح بچوں کی نیتوں کی اصلاح بھی ہوگی اور وہ آہستہ آہستہ نماز کے عادی بھی بنتے چلے جائیں گے۔

اس کام کو نہ کرنے کے نقصانات بتائیں:

جہاں کسی کام کو کرنے کے فوائد بتانا اس کام کو کرنے کی تحریک پیدا کرتا ہے وہیں اس کام کو نہ کرنے کے نقصانات کی طرف توجہ دلانا بھی اس کام کی طرف رغبت دلانے کے لیے ضروری ہے۔ مثال کے طور پر اگر بچہ چبا چبا کر کھانا نہیں کھاتا یا ایک ہی سانس میں پانی پی جاتا ہے تو انہیں سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دلانے کے ساتھ ساتھ بغیر چبائے کھانا کھانے یا ایک ہی سانس میں پانی پینے کے طبی نقصانات بھی بتائے جائیں۔

اس کام میں غلطی ہو جانے پر فوراً منفی رد عمل نہ دیں بلکہ بتدریج اصلاح کریں اور بچے کو اپنی غلطی سے سیکھنے کا موقع فراہم کریں:

کہتے ہیں کہ ہر کام کا اک وقت ہوتا ہے۔ اگر درست وقت پر درست طریقے سے کوشش کی جائے تو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ بچہ جب کوئی کام کرنے کی کوشش کرتا ہے تو پہلی بار میں وہ کام آپ کی توقع کے مطابق بالکل درست ہو جائے یہ ہرگز ضروری نہیں۔ بچے کام کر کے سیکھتے ہیں۔ ان کی غلطیوں پر مثبت انداز سے رد عمل انہیں مزید بہتری کی طرف لے جانے کا سبب بنتا ہے۔ بچے کی غلطی پر اگر کوئی نقصان ہو جائے تو بعض اوقات والدین آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور بچوں کو ڈانٹنے یا مارنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ یہ انداز بچوں کی خود اعتمادی کے لیے زہر قاتل ہے، اس سے بچے کی شخصیت پر انتہائی منفی اثر پڑتا ہے اور پھر وہی بچہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں سے بھی اسی انداز میں پیش آتا ہوا نظر آتا ہے۔ بچوں کی ذہن سازی اور تربیت کے لیے ہر وقت بولتے اور ٹوکتے رہنا، ہر وقت نصیحتیں کرتے رہنا، بچوں کو آپ سے دور کر دے گا۔ اصلاح کے لیے وہ وقت دیکھنا ہو گا جب بچے سننے اور سمجھنے کے موڈ میں ہوں۔ مثلاً بچوں کو بھوک لگی ہو اور ہم سمجھانے بیٹھ جائیں۔ بچوں پر نیند کا غلبہ ہو اور ہم نصیحتیں کرنے لگیں یہ درست نہیں ہے۔ نصیحت اور اصلاحی گفتگو کے لیے ایسے وقت کا چناؤ کیجیے جب بچے نیند، بھوک اور تھکاوٹ والی کیفیت میں نہ ہوں یا وہ آپ سے کچھ پوچھ رہے ہوں۔ اس طرح وہ آپ کی بات توجہ سے سنیں گے۔

تبت بالخیر